السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام دریں مسئلہ:

۱۔ایک آدمی جس پرحج فرض ہے،حج کےلیے رقم جمع کرائی لیکن متعدد بارقرعہ اندازی میں نام نہ نکلا،کسی آدمی نے ان کو یہ مشورہ دیاکہ رقم بطورقرض مسجدیامدرسہ پرخرچ کردیں جب حج کاموقع آئے گا تویہ رقم میں اپنی ذمہ داری پرجمع کرادوں گاکیایہ صورت صحیح ہے؟

۲۔مذکورہ بالاشخص بذاتِ خودحج کوجانے سے شرعاًمعذورہے اگرکوئی اس کےحج بدل کاذمہ لےکراس سےحج کی رقم وصول کرکےکچھ مدت کےلیے یہ رقم مسجدیامدرسہ پرصرف کردےاورپھرحج بدل کرےکیایہ صورت جائز ہے؟

۳۔اگرکوئی شخص حج کےلیے مخصوص کردہ رقم کو(اس خدشہ کی بناپرکہ شایدقرعہ اندازی میں متعددبارکی ناکامی کےبعدمیراقرعہ نہ نکلےاوراس آخری عمرمیں یونہی چل بسوں اورمجھےاپنےورثاءسےیہ بھی اندیشہ ہوکہ وہ اس رقم سےاس کی طرف حج بدل بھی نہیں کریں گے)مسجدبنانےپرصرف کردےتوکیاان مجبوریوں کی وجہ سےحج ساقط ہوگا۔بینواتوجروا(محمداکبربلوچ موضع رتی پنڈی تحصیل قصورضلع لاہور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

۱۔حج کاوقت مقررہےاس سےقبل حج کی رقم کوکسی مفیدمصرف میں بصورت قرض استعمال کرنےمیں کوئی حرج نہیں۔بشرطیکہ یہ یقین ہوکہ وقت پررقم اداہوسکےگی اورحج کی ادائیگی میں تاخیربھی نہیں ہوگی۔

۲۔اس کاجواب پہلےسوال کےجواب میں گذرچکاہے۔

۳۔حج اس کےذمےفرض ہے،وہ خودحج کرےاگروہ مرجائےتواس کاولی یاکوئی دوسراشخص اس کی طرف سےحج کرے،حدیث میں ہے:

ان امراۃ من جرینۃ جاء ت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان امی نذرت ان تحج فلم تحج حتی ماتت اناحج عنہاقال نعم حجی عنہا،ارایت لوکان علی امک دین اکنت قاضیہ اقضوااللہ احق بالوفاء...

یعنی ’’جہینہ قبیلہ کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کےپاس آئی اوراس نےدریافت کیاکہ میری ماں نےحج کی نذرمانی تھی،پس وہ مرگئی حج نہیں کرسکی،کیامیں اس کی طرف سےحج کروں پھرفرمایا،اگرتیری ماں کےذمہ قرض ہوتاتواس کواداکرتی،اس نےکہاہاں!فرمایا،اللہ تعالی کاقرض بھی اداکر،اس لیےکہ اللہ تعالی وفاکازیادہ حق دارہے۔‘‘

اس حدیث سےظاہرہےکہ جس طرح قرض کواداکرنےکی بجائےکسی دوسرےکارخیرمیں رقم کوخرچ کرناجائزنہیں اس طرح حج کی بجائےحج کی رقم کوکسی دوسرےکارخیرمیں خرچ کرناجائزنہیں،اس لیےحج اس کےذمے قرض ہےاورکارخیراس کےذمہ قرض نہیں۔(اخبارتنظیم اہل حدیث لاہورجلد ۲۲ شمارہ ۵)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد08ص41

محدث فتویٰ